ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 01. July-September 2025.Page#.2193-2201
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research review of the issue of the Infallibility of the Prophets in the context of the incident of Hazrat Dawud (AS)

واقعہ حضرت داود علیہ السلام کے تناظر میں مسئلہ عصمۃ الانبیاء کا تحقیقی جائزہ

Dr. Atiq Ullah
Lecturer Islamic Studies, SBBU Sheringal, Dir Upper
atiqullah@sbbu.edu.pk
Dr. Abdul Haq
Assistant Professor, SBBU Sheringal, Dir Upper
dr.abdulhaqsbbu@gmail.com
Dr. Ilyas Ahmad
Lecturer Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal Dir Upper KP Pakistan
ilyasahmad99@gmail.com

ABSTRACT
Allah created human beings as the most honored of all creations and sent prophets for their guidance. These prophets were chosen due to their purity, strength, and infallibility, as delivering divine messages without error required flawless character. The Qur'an repeatedly commands obedience to the prophets because their speech and actions are guided by divine revelation. Islamic belief holds that all prophets are infallible (ma'soom) and protected from both major and minor sins before and after Prophethood. The misconception that prophets, such as Prophet Dawud (David), committed sins stems from Israelite narratives (Isra'iliyyat) that have infiltrated some Islamic commentaries. One such fabricated story claims that Prophet Dawud desired another man's wife and orchestrated the man's death. However, respected scholars like Ibne Kathir, Al-Alusi, and Imam Razi have firmly rejected these accounts, affirming that no authentic hadith supports them. Instead, they emphasize that the prophets' trials were divine tests, not moral failings, and any ambiguity in the Qur'an should be left as such without interpreting it in a way that harms the prophets' honor. All prophets are sinless, chosen servants of Allah, and accusing them of wrongdoing is contrary to Islamic belief and Qur'anic guidance.
Keywords: *The infallibility of the prophets, Divine messages, Flawless character, Ma'soom, Prophet Dawud (David).*

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ ان کا کام آسمانی تعلیمات کو انسانوں تک بغیر کسی کمی یا غلطی کے پہنچانا تھا۔ چونکہ یہ کام بہت نازک اور اہم تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے

ایسی پاکیزہ اور معصوم ہستیوں کا انتخاب کیا جو ہر گناہ سے محفوظ ہوں۔ قرآن کریم میں انبیاء کی اطاعت کا بار بار حکم دیا گیا ہے کیونکہ ان کی ہر بات وحیِ الٰہی پر مبنی ہوتی ہے۔

اسلامی عقیدے کے مطابق انبیائے کرامؑ صغیرہ و کبیرہ ہر قسم کے گناہوں سے نبوت سے پہلے اور بعد میں بھی معصوم ہوتے ہیں۔ امام رازیؒ اور قاضی بیضاویؒ جیسے مفسرین نے اس بات پر زور دیا ہے کہ انبیاء کی اطاعت واجب ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب وہ خود ہر لغزش سے پاک ہوں۔ قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ گناہگار شخص کو امامت نہیں مل سکتی، لہٰذا انبیاء گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

شیطان نے بھی کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکتا، اور یہ خالص بندے انبیاء ہی ہیں۔ اس سے بھی ان کی عصمت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت داود علیہ السلام سے متعلق بعض مفسرین نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جو بائبل سے متاثر ہو کر مسلمانوں میں پھیلا، جس میں ان پر ایک فوجی افسر کی بیوی پر نظر ڈالنے اور اس کے قتل کی سازش کا الزام لگایا گیا ہے۔ تاہم، قرآن اس واقعے کی تفصیل بیان نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی صحیح حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ صحابیِ رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور محقق مفسرین جیسے حافظ ابن کثیرؒ، علامہ آلوسیؒ، علامہ جصاصؒ نے اس قصے کو غلط اور انبیاء کی توہین قرار دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کی آزمائش کا تعلق کسی اجتہادی غلطی یا عبادت میں مشغولیت کی قسم سے تھا، نہ کہ کسی اخلاقی لغزش سے۔ اس کا مقصد ان کی تربیت اور امتحان تھا، گناہ نہیں۔

نتیجہ:

تمام انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے معصوم، برگزیدہ اور پاکیزہ بندے ہوتے ہیں، جن سے جان بوجھ کر گناہ کا صدور ممکن نہیں۔ ان پر جھوٹے الزامات یا شبہات قرآن و سنت اور محقق مفسرین کے مطابق ناقابل قبول ہیں۔

تمہید:

کائنات میں اللہ تعالیٰ نے بہترین اور معزز مخلوق انسان کو بنایا ہے اور انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ ان کے ذمہ لگایا۔ چونکہ خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ بننا اور آسمانی تعلیمات مکلفین تک بلا کمی و بیشی پہنچانا بڑا حساس اور وقت طلب کام تھا اور اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت تھی تاکہ ہدایاتِ ربانی منشاء خداوندی کے عین مطابق پہنچ سکے تو اس مقصد کے لیے بڑے حوصلے والے

بڑے پاکدامن اور ہر قسم کے لغزشوں سے پاک انسانی مخلوق کی انتخاب کی ضرورت تھی اور ایسی ہستیاں انبیائے کرام کے بغیر کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا اور ساتھ یہ واضح کرایا کہ ان کی رسالت کا مقصد ہی یہی ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے، چنانچہ فرماتے ہیں:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ[1]

"اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے تو اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی اطاعت لازم قرار دیا۔متعدد جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ[2]

"اللہ اور رسول کی اطاعت کرو"

اسی طرح قرآن مجید میں مذکور ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ[3]

"اور جو بھی رسول تم کو لائے اس پر عمل کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت اس لیے لازم قرار دیا ہے کہ رسول کے تمام اعمال اور ارشادات اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى (3) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (4) [4]

"اور وہ (رسول) اپنی خواہش سے نہیں کہتے مگر وحی جو اس کی طرف وحی کی گئی ہے۔"

اس اجمال سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ انبیائے کرام کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیائے کرام برگزیدہ اور پاک ہستیاں ہیں جو قابلِ اتباع اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

انبیائے کرام معصوم ہوتے ہیں:

ہمارا عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام نبوت ملنے سے پہلے اور بعد چھوٹے اور بڑے ہر قسم گناہوں سے معصوم (پاک) ہوتے ہیں اور اس پر قرآن و سنت شاہد ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ[5]

"اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ ان کی اطاعت کی جائے ، اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔"

امام فخر الدین الرازی اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

الْآيَةُ دَالَّةٌ عَلَى أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مَعْصُومُونَ عَنِ الْمَعَاصِي وَالذُّنُوبِ لِأَنَّهَا دَلَّتْ عَلَى وُجُوبِ طَاعَتِهِمْ مُطْلَقًا[6]

"یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام تمام گناہوں سے پاک ہیں، کیونکہ یہ (آیت) بغیر کسی قید کے ان کے اطاعت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔"

اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر انبیائے کرام گناہوں کے مرتکب ہوتے تو ان کی اطاعت کو واجب نہ قرار دیتے۔اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب مقامِ امامت سے نوازنے کی بشارت دی تو انھوں نے اپنی اولاد کے لیے بھی اس مقام کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ[7]

"میرا وعدہ ظالموں کی امامت کو نہیں پہنچتا"

یعنی ظالم کو مقتدا اور امام بنانے کا میرا وعدہ نہیں ہے۔اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں جب ہی مقام نبوت عطا کیا گیا ہے۔

علامہ قاضی بیضاویؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

وفيه دليل على عصمة الأنبياء من الكبائر قبل البعثة، وأن الفاسق لا يصلح للإمامة[8]

"یعنی اس آیت میں دلیل ہے کہ انبیائے کرام نبوت سے پہلے بھی بڑے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور بے شک فاسق امامت کا اہل نہیں"

حاصل یہ کہ انبیائے کرام اپنی قوموں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے مقتدا اور امام بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ظالم گناہگار کو مقام امامت نہیں مل سکتا، تو معلوم ہو ا کہ انبیائے کرام ہر قسم کے گناہوں کے میل کچیل سے پاک ہوتے ہیں۔انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے خالص بندے ہوتے ہیں اور شیطان نے خود ہی مخلص بندوں کو گمراہ ہونےسے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ (82) إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ (83) [9]

"(شیطان نے) کہا: تیری عزت کی قسم میں ان سب بندوں کو گمراہ کروں گا مگر ان میں سے تیرے خالص بندوں کو ،"

اور یہ بات ثابت ہے کہ انبیائے کرام ، اللہ تعالیٰ کے خالص بندے ہی ہیں، جیسا کہ ارشاد ہے:

{إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ}

"بے شک ہم نے ان کو خالص بنایا ہے۔"

علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:

ثبت ان اغواء ابليس ووسوسته ما وصلت اليهم وذالك يوجب القطع بعدم صدور المعصية عنهم[10]

"پس ثابت ہوا کہ بے شک ابلیس کا گمراہ کرنا اور اس کا وسوسہ انبیاء کرام کو نہیں پہنچ سکتا اور یہ بات قطعی طور پر ثابت کرتی ہے کہ انبیاء کرام سے گناہ سرزد نہیں ہوتے۔

انبیائے کرام سے گناہوں کے ارتکاب کی غلط فہمی اور اس کا جواب:

جو لوگ انبیائے کرام کو ہر قسم کے گناہوں سے معصوم نہیں مانتے ، ان کے چند شکوک و شبہات ہیں جن سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انبیائے کرام سے دنیا میں کچھ گناہ سرزد ہوئے ہیں، ان میں سے ایک حضرت داود علیہ السلام ہے جن کے بارے میں کچھ مفسرین نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے انبیا ئے کرام کی عصمت پر حرف آتی ہے، کچھ روایات بھی ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں جس کا ہم تفصیل سے وضاحت کرتے ہیں۔

حضرت داود علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا واقعہ:

مندرجہ ذیل آیات کی ذیل میں حضرت داود علیہ السلام کی طرف ایک واقعہ منسوب کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ (21) إِذْ دَخَلُوا عَلَى دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَى بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ (22) إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ (23) قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ}[11]

"اور بھلا آپ کو ان مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے، جبکہ وہ لوگ حضرت داود علیہ السلام کی عبادت خانہ کی دیوار پھلانگ کر حضرت داود علیہ السلام کے پاس آئے تو وہ گبھرا گئے، وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ڈرے نہیں، ہم دو فریقین ہیں کہ ایک نے دوسرے پر کچھ زیادتی کی ہے، سو آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کر دیجیے اور ہمیں سیدھی راہ بتلا دیجیے، بے شک یہ شخص میرا بھائی ہے اور اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے اور یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھ کو دے دیں اور بات چیت میں مجھ پر غالب آرہا ہے۔حضرت داود علیہ السلام نے کہا کہ یہ جو تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شرکاء ایک دوسرے پر یوں زیادتی کیا کرتے ہیں۔"

ان آیات میں حضرت داود علیہ السلام کے ایک واقعے کا ذکر ہے، قرآنی بیان سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داود علیہ السلام اپنی عبادت گاہ میں عبادت میں مشغول تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فریقوں کو جھگڑتے ہوئے

ان کے پاس ان کے عبادت خانے میں بھیج کر ان کا امتحان لینا چاہا، حضرت داود علیہ السلام کو اس امتحان پر تنبیہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کیا اور سجدہ میں گر پڑے، اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔ان آیات میں کوئی تفصیل نہیں ہے کہ وہ واقعہ اور امتحان کیا تھا۔اس وجہ سے بعض مفسرین نے تفصیلات سے خاموشی اختیار کی اور علمائے سلف سے منقول مشہور جملہ ابہموا ما ابہمہ اللہ یعنی وہ چیز مبہم چھوڑو جس کو اللہ تعالیٰ نے مبہم چھوڑا ہے، پر عمل کر کے سلامتی کا راستہ اختیار کیا ہے۔البتہ دوسرے بعض مفسرین نے اس آزمائش اور امتحان کو متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔اس سلسلے میں بعض مفسرین نے ایک عامیانہ روایت نقل کی ہے جیسا کہ مفتی محمد شفیع ؒ نے اپنی تفسیر میں اس پر نقد کی ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کی نظر ایک مرتبہ اپنے ایک فوجی افسر اوریا کی بیوی پر پڑ گئی جس سے اس کے دل میں اس کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوئی اور انھوں نے اوریا افسر کو قتل کرنے کی غرض سے خطرناک ترین مشن سونپ دیا جس میں وہ شہید ہو گیا اور بعد میں حضرت داود علیہ السلام نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔اس عمل پر تنبیہ کرنے کے لیے یہ دو فرشتے اللہ تعالیٰ نے انسانی شکل میں بھیج دئے۔ 12

یہ روایت سراسر غلط اور ان خرافات میں سے ہے جو یہودیوں کے زیر اثر مسلمانوں میں بھی پھیل گئی تھیں۔یہ روایت بائبل میں بھی موجود ہے ، وہاں پر انھوں نے حضرت داود علیہ السلام پر اوریا کی بیوی سے نکاح سے پہلے زنا کے ارتکاب کا الزام بھی لگایا ہے جبکہ محققین مفسرین نے اس واقعہ کی سخت تردید کی ہے۔

علامہ حافظ ابن کثیر ؒ فرماتے ہیں:

قد ذكر المفسرون هاهنا قصة أكثرها مأخوذ من الإسرائيليات ولم يثبت فيها عن المعصوم حديث يجب اتباعه ولكن روى ابن أبي حاتم هنا حديثا لا يصح سنده؛ لأنه من رواية يزيد الرقاشي عن أنس –ويزيد وإن كان من الصالحين– لكنه ضعيف الحديث عند الأئمة فالأولى أن يقتصر على مجرد تلاوة هذه القصة وأن يرد علمها إلى الله عز وجل فإن القرآن حق وما تضمن فهو حق أيضا. [13]

"مفسرین نے یہاں ایک قصہ ذکر فرمایا ہے جس کا اکثر حصہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے اور نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں جو واجب الاتباع ہو، البتہ ابن ابی حاتمؒ نے یہاں پر ایک حدیث نقل کی ہے جس کی سند صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں یزید رقاشی انسؓ سے روایت کرتے ہیں اور یزید اگرچہ نیک ہے لیکن ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف الحدیث ہے پس بہتر یہی ہے کہ صرف اس قصہ کی تلاوت پر اکتفا کی جائے اور اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جائے کیونکہ قرآن مجید حق ہے اور جو کچھ اس سے متعلق ہے وہ بھی حق ہے۔

اسی طرح علامہ آلوسیؒ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں:

والمقبول من هذه الأقوال ما بعد من الإخلال بمنصب النبوة، وللقصاص كلام مشهور لا يكاد يصح لما فيه من مزيد الإخلال بمنصبه عليه السلام. [14]

"اور مقبول ان اقوال میں سے وہ ہے جو منصب نبوت کے خلاف نہ ہو البتہ قصہ گو کے ہاں جو مشہور کلام ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ منصبِ نبوت کے مخالف ہے۔"

حضرت علیؓ سے مروی ہے:

وقال علي رضى الله عنه من حدثكم بحديث داود عليه السلام على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين وهو حد الفرية على الأنبياء[15]

"حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جس نے تمھیں حضرت داودؑ کی وہ حدیث بیان کی جو قصہ گو بیان کرتے ہیں تو میں اسے ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا اور یہ انبیائے کرام پر تہمت لگانے کی سزا ہے۔"

تفسیر خازن میں ہے:

والذي نص عليه الله في قصة داود وظن داود أن ما فتناه وليس في قصة داود وأوريا خبر ثابت ولا يظن بنبي محبة قتل مسلم وهذا هو الذي ينبغي أن يعول عليه من أمر داود. [16]

"اور قصہ داود میں جس چیز پر اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے (کہ داود علیہ السلام نے گمان کیا کہ ہم نے ان کی آزمائش کی) اور داود اور اوریا کے قصہ میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں اور نہ کسی نبی پر محبت کی وجہ سے کسی مسلمان کے قتل کا گمان کیا جا سکتا ہے اور مناسب یہ ہے کہ داود علیہ السلام کے معاملے میں اس بات پر اعتماد کیا جائے۔"

علامہ جصاص اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وما روي في أخبار القصاص من أنه نظر إلى المرأة فرآها متجردة فهويها وقدم زوجها للقتل، فإنه وجه لا يجوز على الأنبياء; لأن الأنبياء لا يأتون المعاصي مع العلم بأنها معاص[17]

"اور جو کچھ قصہ گو بیان کرتے ہیں کہ حضرت داود علیہ السلام نے ایک عورت کو ننگا دیکھا دتو اس سے محبت ہو گئی اور اس کے شوہر کو قتل کرنے کے لیے محاذ پر بھیج دیا، تو یہ ایسا قصہ ہے جو انبیاء کی طرف منسوب کرنا مناسب نہیں، کیونکہ انبیاء ئے کرام گناہ نہیں کرتے باوجودیکہ ان کو علم ہو کہ یہ گناہ ہے۔

حضرت داود علیہ السلام کی آزمائش کیا تھی:

یہاں پر ایک سوال اٹھتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے داود علیہ السلام کی جس آزمائش کا ذکر کیا ہے وہ کیا تھی تو اس کے بارے میں محققین علمائے کرام نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں:

ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ حضرت داود علیہ السلام نے مدعی کے بیان سننے کے بعد مدعی علیہ کو صفائی کا موقع دئے بغیر اپنا فیصلہ صادر فرما دیا جب کہ قاضی کو مدعی اور مدعی علیہ دونوں کے بیان سننے کے بعد فیصلہ صادر کرنا چاہئے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت داود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کی کہ اے اللہ! دن اور رات میں کوئی ساعت ایسی نہیں جس میں میرے گھرانے کا کوئی فرد تیری عبادت میں مشغول نہ ہو، جس دن داود علیہ السلام فیصلوں کے لیے بیٹھتے اس دن ان کے گھر والے عبادت میں مشغول رہتے اور اگلے دن داود علیہ السلام خود عبادت میں مشغول رہتے، تو حضرت داود علیہ السلام کی عبادت والے دن یہ واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے داود علیہ السلام کی عبادت میں خلل پیش آیا جس پر داود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔

ان تمام اقوال کا حاصل یہ ہے کہ جو قصہ حضرت داود علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا گیا ہے وہ سراسر جھوٹ ہے اور انبیائے کرام کی شان میں گستاخی ہے۔ محققین علمائے کرام نے اس کا شدت سے انکار کیا ہے اور انبیائے کرام ہر قسم صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد بھی پاک اور معصوم ہیں۔

---

[1] سورۃ النساء۴، آیت:۶۴

Surah An Nisa 4, Verse No: 64

[2] سورۃ آل عمران۳، آیت:۳۲

Surah Ale Imran 3, Verse No: 32

[3] سورۃ الحشر۵۹، آیت:۷

Surah Al Hashr 59, Verse No: 7

[4] سورۃ النجم۵۳، آیت:۳،۴

Surah An Najam 53, Verse No: 3&4

[5] سورۃ النساء۴، آیت:۶۴

Surah An Nisa 4, Verse No: 64

[6] مفاتیح الغیب، التفسیر الکبیر، ابو عبد اللہ، محمد بن عمر، فخر الدین، الرازی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۲۰ھ، ج:۱۰، ص:۱۲۶

Mafateehul Ghaib, At Tafseer ul Kabeer, Abu Abdullah, Muhammad bin Umar, Fakhruddin , Arrazi, Dar Ihya'ut Turathul Arabi, Beirut, 3rd Edition, 1420 A.H., Vol: 10, Page: 126

[7] سورۃ البقرۃ ۲: آیت: ۱۲۴

Surah Al Baqarah 2, Verse No: 124

[8] تفسیر البیضاوی، انوار التنزیل واسرار التاویل، ناصر الدین، ابو سعید، عبد اللہ بن عمر، البیضاوی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۸ھ، ج: ۱، ص: ۱۰۴

Tafseeul Bayzawi, Nasirud Din, Abu Saeed, Abdullah bin Umar, Al Baizawi, Dar Ihya'ut Turathul Arabi, Beirut, 1st Edition, 1418 A.H., Vol: 1, Page: 104

[9] سورۃ ص ۳۸، آیت: ۸۲، ۸۳

Surah Saad 38, Verse No: 82, 83

[10] رسالۃ عصمۃ الانبیاء، ابو عبد اللہ، محمد بن عمر، فخر الدین، الرازی، ص: ۳۳

Risalah Ismatul Ambiya, Abu AbdUllah, Muhammad bin Umar, Fakhruddin, Al Razi, Page: 33

[11] سورۃ ص ۳۸، آیت: ۲۱ تا ۲۴

Surah Saad 38, Verse No: 21-24

[12] تفسیر معارف القرآن، مفتی محمد شفیع، ادارۃ المعارت، کراچی، تفسیر سورۃ ص، آیت ۲۱ تا ۲۳

Tafseer Maariful Qur'an, Mufti Muhammad Shafi, Idaratul Maarif, Karachi, Tafseer Surah Saad, Verse No: 21-23

[13] تفسیر ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر، دار طیبہ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء، تفسیر سورۃ ص، آیت ۲۱

Tafseer ibne Katheer, Abul Fida, Ismail bin Umar bin Kathir, Dar Tayyibah linnashri wattawzee', 2nd Edition, 1420 A.H, 1999 A.D, Tafseer Surah Saad, Verse No: 21

[14] تفسیر روح المعانی، شہاب الدین، محمود بن عبد اللہ، الالوسی، تفسیر سورۃ ص، آیت ۲۱

Tafseer Roohul Ma'aani, Shahabuddin, Mahmud bin Abdullah, Al Alosi, Tafseer Surah Saad, Verse No: 21

[15] تفسیر النسفی (مدارک التنزیل وحقائق التاویل)، ابو البرکات، عبد اللہ بن احمد، النسفی، تفسیر سورۃ ص، آیت ۲۱

Tafseer Al Nasafi, Madarikut Tanzil wa Haqa'equt Ta'weel, Abul Barakat, Abdullah bin Ahmad, Al Nasafi, Tafseer Surah Saad, Verse No: 21

[16] تفسیر الخازن، علاء الدین، علی بن محمد، الخازن، تفسیر سورۃ ص، آیت ۲۴

Tafseer Al Khazin, Alauddin Ali bin Muhammad, Al Khazin, Tafseer Surah Saad, Verse No: 24

[17] احکام القرآن، احمد بن علی، ابو بکر، الجصاص، الحنفی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۴ء، ج: ۳، ص: ۴۹۹

Ahkamul Qur'an, Ahmad bin Ali, Abu Bakr, Al Jassas, Al Hanafi, Darul kutubul Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 1st Edition, 1415 A.H, 1994 A.D, Vol: 3, Page: 499